

**شرح :** توڑنا رہن لے اور سوہ انوں کی تسبیح توڑ کر پھینک دے، کیونکہ راستہ

چلنے والا یعنی مسافر ہمیشہ صاف اور سہوار راستہ پسند کرتا ہے۔ وہ راستہ پسند نہیں کرتا، جس میں اونچ نیچ اور نشیب و فراز ہوں۔

اس شعر میں دو باتیں خاص توجہ کی محتاج ہیں :

۱۔ تسبیح کے دانے بھی دھاگے ہی میں پروٹے جاتے ہیں، جب اسے پھیرا جائے تو سہرا نہ ایک بلندی بن جاتا ہے، پھر دوسرے دانے تک نشیب آ جاتا ہے اور یہی سلسلہ آخر تک جاری رہتا ہے، اس وجہ سے تسبیح کا راستہ نشیب و فراز والا راستہ ہو گیا، جس میں قدم قدم پر اونچ نیچ ہے اور مسافر کو ایسا راستہ پسند نہ کرنا چاہیئے۔

۲۔ اگر تسبیح توڑ کر دانے نکال دیے جائیں تو اصل رشتہ زتار سے مشابہ ہو جاتا ہے یعنی تسبیح کا توڑنا ہی راستے کو نشیب و فراز سے پاک کر دیتا ہے۔

**۹۔ شرح :** میرے پاؤں میں چھالے پڑ گئے تھے اور میں سخت گھبرا یا ہوا

تھا کہ ان کا کیا علاج ہو۔ یکایک سامنے کانٹوں بھرا راستہ آ گیا۔ دل خوش ہو گیا کہ اب چھالوں کا علاج ہو جائے گا۔ یعنی اب انیس کانٹے چھٹیں گے اور پانی نکل جائے گا۔ تو چھالے دب جائیں گے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ ایک دکھ دینے والی چیز کا علاج دوسری دکھ دینے والی چیز سے کیا یہ مرزا کی ایذا پسندی ہے کہ وہ اپنے لیے سہل اور راحت بخش طریقہ اختیار کرنے سے ہمیشہ گریزاں رہتے ہیں۔

**۱۰۔ شرح :** دیکھیے، محبوب مجھ سے کس قدر بدگمان ہے کہ میرے فولادی آئینے پر

زنگ لگ گیا، جس کا رنگ سبز ہوتا ہے۔ محبوب نے سمجھ لیا کہ یہ تو طوطی کا عکس ہے کیونکہ اس کا رنگ بھی سبز ہوتا ہے۔

بدگمانی یہ ہوئی کہ محبوب نے سمجھ لیا، میری محبت میں کیسوٹی اور یک جہتی نہیں، بلکہ میں نے طوطی بھی پال رکھا ہے۔